تاجکستان: حکومت کی اسلام دشمنی

سمیع الحق شیر پاؤ

تاجکستان سابق سویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والا وسطی ایشیا کا سب سے چھوٹا ملک ہے۔ وسطی ایشیا کے جنوب میں واقع یہ ملک ایک لاکھ ۴۳ ہزار مربع کلومیٹر پر محیط ہے۔ اس کی سرحدیں افغانستان، کرغیزستان، ازبکستان اور مشرقی ترکستان (صوبہ سنکیانگ) سے ملتی ہیں۔ ۲۰۰۷ء کی مردم شماری کے مطابق یہاں کی آبادی تقریباً ۷۰ لاکھ ہے جن میں ۸۰ فی صد کا تعلق تاجک اور ۱۵ فی صد کا ازبک قوم سے ہے۔ یہاں روسی، قرغیزی، ترکمانی، یوکرائنی اور کئی دیگر نسلوں کی قومیں بھی آباد ہیں۔ مسلمان آبادی کا تناسب ۹۶ فی صد ہے۔ بڑے پیمانے پر روسیوں کی آبادکاری کی وجہ سے مسلمانوں کی تعداد ۸۳ فی صد رہ گئی تھی، لیکن ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۷ء کے عرصے میں جاری خانہ جنگی اور خراب معاشی صورت حال کی وجہ سے روسی آبادی کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں عیسائی اور یہودی نقل مکانی کر گئے۔ ملک میں شرح خواندگی حوصلہ افزا ہے اور تقریباً ۹۸ فی صد آبادی پڑھنے لکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

تاجکستان معاشی اعتبار سے کمزور ملک ہے جس کا سارا دارومدار بیرونی امداد پر ہے۔ ۲۰۰۱ء میں ریڈکراس نے تاجکستان اور ازبکستان کو قحط زدہ قرار دے کر عالمی برادری سے امداد کا مطالبہ کیا۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۴ء کے بعد اب اس کی معیشت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ کُل رقبے کا ۹۳ فی صد پہاڑی سلسلہ ہے اور صرف پانچ فی صد قابل کاشت ہے جس کی وجہ سے بنیادی اشیاے خوردنی درآمد کرنے پر کثیر زرمبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے، جب کہ ملک میں صنعت بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔

● **تاریخی پس منظر:** وسطی ایشیا کا یہ علاقہ مشہور مسلمان فاتح قتیبہ بن مسلم کے ہاتھوں پہلی صدی ہجری ہی میں اسلام کے نور سے منور ہوا اور مسلسل اسلام ہی نے اس پورے خطے میں حکمرانی کی۔ غزنویوں کے بعد جب مغل حکمرانوں نے زمام حکومت سنبھالی تو رفتہ رفتہ ان کی گرفت اس علاقے پر کمزور پڑ گئی اور بالآخر ۱۹۱۷ء کے اشتراکی انقلاب کے بعد کمیونسٹ روس نے یہاں پر اپنا قبضہ جمالیا۔ ۱۹۲۹ء میں تاجکستان سابق سویت یونین کے ایک ماتحت ریاست کے طور پر شامل کرلیا گیا اور تقریباً ۷۰ سال اس کے زیر تسلط رہا۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں اشتراکی روس ٹوٹا تو تاجکستان نے بھی علیحدگی کا اعلان کردیا۔

آزادی کے بعد حزب نہضت اسلامی نے اپنی حلیف جماعتوں کے ساتھ مل کر انتخابات میں کامیابی حاصل کی لیکن بائیں بازو کی جماعتوں پر مشتمل اپوزیشن نے روس اور اوزبکستان کے ایما پر ملک میں پُرتشدد مظاہروں کا آغاز کیا۔ حزب نہضت نے ملک کو تباہی سے بچانے کے لیے قومی حکومت تشکیل دینے کی دعوت دی اور حکومت اپوزیشن کے سپرد کردی۔ سابق کمیونسٹ حکمرانوں کے ساتھی صدر امام علی رحمانوف نے حکومت سنبھالتے ہی اسلام پسندوں کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کردیا، جس کے نتیجے میں پُرتشدد مظاہرے شروع ہوئے جو بالآخر خانہ جنگی کی شکل اختیار کر گئے۔

● **حزب نہضت اسلامی:** استاد سید عبداللہ نوری نے شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کے اشعار اور مولانا مودودیؒ کی تحریروں سے متاثر ہوکر ۱۹۷۳ء میں 'مسلم نوجوانوں کی بیداری' کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔ اس کا ہدف معاشرے کی اصلاح اور مسلمانوں کے درمیان پھیلائے ہوئے غلط عقائد کے خلاف جدوجہد تھا۔ تاہم، کچھ ہی عرصے بعد نوجوانوں کی اس تنظیم نے اپنا دائرۂ کار وسیع کرتے ہوئے سیاسی تحریک کی شکل اختیار کرلی، جس نے آگے جاکر تاجکستان کی آزادی میں اہم کردار ادا کیا۔ سیاسی جدوجہد شروع کرتے ہی روس کی خفیہ ایجنسی کے جی بی نے تحریک کے خلاف کارروائی شروع کی۔ متعدد بار تحریک کے روح رواں سید عبداللہ نوری کو ساتھیوں سمیت گرفتار کیا گیا۔ ایک مرتبہ سخت سردی کے موسم میں انھیں شاگردوں سمیت سائبیریا کے قیدخانے میں بند کردیا گیا۔ جون ۱۹۸۶ء میں تنظیم کا نام تبدیل کرکے 'حزب نہضت اسلامی تاجکستان' رکھ دیا گیا۔

● خانہ جنگی: مئی ۱۹۹۲ء میں ماسکو نواز حکومت نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف حزب اختلاف کو شامل حکومت نہ کیا بلکہ ان کے خلاف سخت انتقامی کارروائیاں شروع کر دیں، جس کی وجہ سے حالات کشیدہ ہوگئے اور حکومت اور حزب اختلاف ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوگئے۔ یہ سلسلہ ۱۹۹۷ء تک جاری رہا۔ کمیونسٹ حکومت نے روس اور ازبکستان کی مدد سے ایک لاکھ سے زائد افراد کو شہید کیا اور لاکھوں لوگ بے گھر ہوکر افغانستان، کرغیزستان اور روس کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ سید عبداللہ نوری نے دیگر قائدین کے ساتھ مل کر افغانستان کو اپنی جدوجہد کا مرکز بنایا۔

حزب نہضت کے مجاہدین نے مسلح جدوجہد جاری رکھی اور ملک کے اہم حصوں اور سرکاری عمارتوں پر قبضہ کرلیا۔ مجاہدین یکے بعد دیگر علاقے فتح کرتے ہوئے دارالحکومت کے قریب پہنچ گئے کہ اس دوران افغانستان کے اندرونی حالات خراب ہوگئے، نیز وسطی ایشیا میں روس، امریکا اور چین کے مفادات میں بھی تصادم پیدا ہوگیا، چنانچہ حزب نہضت کی قیادت حکومت کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے پر مجبور ہوئی۔ نہضت اسلامی کے صدر سید عبداللہ نوری کی صدارت میں قائم مصالحتی کمیٹی نے حکومت کے ساتھ طویل مذاکرات کیے اور آخر کار ۲۷ جولائی ۱۹۹۷ء کو ماسکو میں حکومت اور اپوزیشن کے مابین امن معاہدہ طے پایا۔ یوں یہ طویل خانہ جنگی اختتام کو پہنچی۔ امن معاہدے میں ۳۰ فی صد سرکاری مناصب اور وزارتیں حزب نہضت کو دیے جانے کا فیصلہ ہوا، تاہم یہ وعدہ تاحال پورا نہیں ہوا۔

● سیاسی صورت حال: سابق سوویت یونین سے آزادی کے بعد رحمن نبیوف ملک کے صدر منتخب ہوئے، تاہم حالات کی کشیدگی اور امن وامان کی بگڑتی صورت حال کی وجہ سے ۲۰۰۴ء میں مستعفی ہوئے اور امام علی رحمانوف ملک کے صدر بن گئے۔ ۱۹۹۹ء میں وہ دوسری مدت کے لیے تاجکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ ملکی قانون کے مطابق کوئی شخص تیسری مرتبہ صدارتی امیدوار نہیں بن سکتا، تاہم رحمانوف کی حکومت نے ۲۰۰۳ء میں دستوری اصلاحات کے نام سے قانون میں کئی تبدیلیاں کیں، جن میں یہ قانون بھی ختم کر دیا گیا۔ چنانچہ ۲۰۰۶ء کے صدارتی انتخابات میں بڑے پیمانے پر دھاندلی کر کے وہ تیسری دفعہ ملک کے صدر بن گئے۔

۲۰۱۰ء کے پارلیمانی انتخابات سے پہلے حزب نہضت نے بھرپور انتخابی مہم چلائی اور حکومتی بدترین دھاندلی کے باوجود ۶۰ فی صد نشستوں، یعنی ۶۳ نشستوں میں سے ۳۷ پر کامیابی حاصل کی لیکن حکومت نے نتائج تبدیل کرتے ہوئے صرف ۱۰ فی صد نشستوں پر اسلامی پارٹی کی کامیابی کا اعلان کیا۔ انتخابات کے نتائج نے حکومت کو اپنے حقیقی حجم سے آگاہ کر دیا چنانچہ اس نے اسلام پسندوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے اور ان کے خلاف کارروائیوں میں اضافے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن پارٹی قیادت کے مطابق ان کارروائیوں سے جماعت کو مزید تقویت مل رہی ہے۔ نومبر ۲۰۱۳ء میں پھر صدارتی انتخابات ہوں گے۔ حکمران پارٹی نے موجودہ صدر کو ایک مرتبہ پھر میدان میں اُتارنے کا فیصلہ کیا ہے اور توقع ہے کہ حزب نہضت اسلامی موجودہ صدر امام علی رحمانوف کی موجودگی میں اپنے صدارتی امیدوار کے بجاے، کسی دوسرے امیدوار کی حمایت کا اعلان کرے گی۔

حکومت کی اسلام دشمن پالیسیاں

تاجکستان نے آزادی تو حاصل کر لی لیکن روسی اثر ورسوخ تاحال قائم ہے۔ روس کی کوشش ہے کہ یہاں پر اسلامی شعائر اور قوانین کی جڑیں مضبوط نہ ہوں۔ حکومت کی طرف سے ملک میں اسلامی شعائر کے خاتمے اور اسلام پسندوں کو کچلنے کے لیے پے در پے حملے روس ہی کے ایما پر ہو رہے ہیں۔

موجودہ حکومت تاجکستان کے اسلامی تشخص کے خاتمے کی پالیسی پر ایسے کاربند ہے جیسے اس کا اصل ہدف بس یہی کام ہے۔ تمام تعلیمی اداروں اور سرکاری دفاتر میں اسکارف لینے پر مکمل پابندی ہے۔ حکومت کا موقف ہے کہ حجاب ایک خاص نظریے کی عکاسی کرتا ہے جو کہ ملکی قوانین کی خلاف ورزی ہے، حالانکہ ملکی دستور واضح طور پر عوام کو شخصی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔ آئین کے مطابق حکومت کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کی انفرادی آزادی کو تحفظ فراہم کرے۔ حکومت نے اس کے برعکس کئی اسلامی مراکز، حفظ و تعلیم قرآن کے مدارس، عربی زبان سکھانے والے سینٹر اور ۱۹۹۰ء کے بعد قائم کی جانے والی تمام مساجد کو یہ کہہ کر تالے لگا دیے ہیں کہ یہ غیر قانونی ہیں اور یہاں پر تشدد کی تعلیم دی جاتی ہے۔

امام علی رحمانوف کی حکومت نے دارالحکومت کی مساجد میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اذان دینے پر بھی پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ دارالحکومت کے میئر محمد سعید کے مطابق لاؤڈ اسپیکر پر اذان کی وجہ سے دیگر ادیان کے پیروکار اور قائدین کو اذیت پہنچتی ہے۔ کمیونسٹ حکومت نے ایک کالے قانون کے ذریعے ۱۸ سال سے کم عمر کے نوجوانوں کی مساجد آمد پر بھی پابندی لگائی ہوئی ہے اور اب صرف عمر رسیدہ افراد ہی مساجد میں جا کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس قانون کو سختی سے نافذ کرنے کے لیے حکومت نے دارالحکومت کی تمام مساجد میں سیکیورٹی کیمرے بھی نصب کر دیے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ مساجد کے علاوہ کسی بھی جگہ نماز پڑھنے پر بھی پابندی لگائی گئی ہے۔ چنانچہ اگر راستے میں جاتے ہوئے نماز کے وقت میں کوئی نماز پڑھنا چاہے تو قانون کی خلاف ورزی ہوگی۔

حکومت نے ۴۰ سال سے کم عمر افراد پر داڑھی رکھنے پر بھی پابندی عائد کردی ہے، جب کہ پہلے سے باریش نوجوانوں کی داڑھیاں زبردستی منڈوائی گئی ہیں۔ اب یہ خبریں بھی گردش کر رہی ہیں کہ حکومت بچوں کے محمد اور عبداللہ جیسے نام رکھنے پر بھی پابندی کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ مسلم ممالک میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے تمام طلبہ کے اہل خانہ کو دھمکی دی گئی تھی کہ وہ اپنے بچوں کو وطن واپس بلائیں ورنہ ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔ چنانچہ پاکستان سمیت تمام عرب ممالک کی دینی جامعات اور مدارس میں پڑھنے والے طلبہ تعلیم اُدھوری چھوڑ کر واپس جانے پر مجبور ہو چکے ہیں۔

حکومت نے نہضت اسلامی کی صفوں میں دراڑ ڈالنے کی بھی بہت کوشش کی، لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ حالیہ پارلیمانی انتخابات میں بڑی تعداد میں لوگوں کے اسلامی رجحان کو دیکھ کر حکومت بہت خوف زدہ ہے اور نہضت اسلامی کو چھوڑنے پر ارکان کو بھاری معاوضہ اور بڑے بڑے پلاٹ دینے کی پیش کش بھی کی گئی لیکن اس میں بھی ناکامی ہوئی۔

تاجکستان میں حق و باطل کا یہ معرکہ اور کش مکش جاری ہے۔ یہاں کے نوجوانوں کا جذبہ اور اسلام کے ساتھ گہری وابستگی کو دیکھتے ہوئے یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ حکومت کی جانب سے بے شمار رکاوٹوں کے باوجود ان شاءاللہ اسلامی بیداری کی تحریک کامیابی سے ہم کنار ہوگی۔

مضمون نگار سیّد مودودی انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ لاہور میں استاد ہیں